بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انٹر نیشنل

ستمبر 2017ء

ذوالحجۃ / محرم ۱۴۳۸ھ

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، ختم نبوت کی داعی واحد جماعت، کا ترجمان

حضرت محمد مصطفی (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پُرانا

حضرت مرزا غلام احمدؒ مُدعی نبوت نہیں مجدد صد چاردہم تھے، جس کی پیشگوئی نبی کریمؐ نے مسیح و مہدی کے القاب سے کی تھی۔

مدیران

شاہد عزیز

مسز سمیرا احمد

فہرست مضامین

۱: کلامِ امام۔ (فرمودات حضرت مسیح موعودؑ)	۲
۲: اجتماعی روحانیت از ڈاکٹر بشارت احمد صاحبؒ	۷

مُبارک ہو

ایک چھوٹی سی جماعت کو غیر متوقع طور پر زبردست خطرات اور چیلنجوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ دشمنوں کو توقع تھی کہ جلد ہی یہ جماعت ختم ہو جائے گی لیکن اِس کے مُٹھی بھر ممبران نے یہ چیلنج قبول کئے اور دنیاوی وسائل کی جگہ خدا تعالیٰ سے مدد کی درخواست کی۔ خدا تعالیٰ نے ہماری آواز سُن لی اور ہمیں ہر خطرے کا مقابلہ کی طاقت دی۔ ساری دُنیا ہمیں ختم کرنے پر تُلی تھی لیکن خدا کو یہ منظور نہ تھا۔ لیکن اگر ہم قربانیاں نہ دیتے تو خدا تعالیٰ بھی ہماری مدد نہ کرتا۔ سو مُبارک ہو جماعت احمدیہ لاہور کہ تو نے مسیح موعود کی لاج رکھ لی۔

عالمگیر (ذیلی مرکز)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

پتہ برائے خط و کتابت

15 Stanley Ave, Wembley, UK HA0 4JQ

www.virtualmosque.co.uk

نشریات

وقت بمطابق برطانوی ٹائم

http://mixlr.com/radio-virtual-mosque

اعلان جلد ہی جماعت کی ریڈیو نشریات پر ئمیر اسلامک ریڈیو سے نشر کی جائیں گی۔

www.virtualmosque.co.uk پر دیگر نشریات

پروگرام و اوقات

جمعہ - انگریزی 13:00

درس - بعد از جمعہ انگریزی 13:30

ماہانہ اجلاس - انگریزی - ہر ماہ پہلی اتوار 15:00

عیدین - انگریزی 11:00

پنجاب ریڈیو

عیدین - پنجابی 13:00 سکائی چینل نمبر 130

سکائپ

تقاریر اور تبادلہ خیالات - ہر اتوار 09:00

سکائپ آئی ڈی

Lahori-Ahmadi

کلامِ امام

از حضرت مرزا غلام احمدؒ

اس جگہ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ ابتدائے زمانہ میں صرف ایک الہامی کتاب انسانوں کو کیوں دی گئی، ہر ایک قوم کے لئے جدا جدا کتابیں کیوں نہ دی گئیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابتدائے زمانہ میں انسان تھوڑے تھے اور اس تعداد سے بھی کمتر تھے۔ جو ان کو ایک قوم کہا جائے اس لئے ان کے لئے صرف ایک کتاب کافی تھی پھر بعد اسکے جب دنیا میں انسان پھیل گئے اور ہر ایک حصہ زمین کے باشندوں کا ایک قوم بن گئی اور بباعث دور دراز

حضرت امیر ہالینڈ میں ریڈیو سن رائز پر

مسافتوں کے ایک قوم دوسری قوم کے حالات سے بالکل بے خبر ہو گئی ایسے زمانوں میں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نے تقاضا فرمایا کہ ہر ایک قوم کے لئے جدا جدا رسول اور الہامی کتابیں دی جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور پھر جب نوع انسان نے دنیا کی آبادی میں ترقی کی اور ملاقات کے لئے راہ کھل گئی اور ایک ملک کے لوگوں کو دوسرے ملک کے لوگوں کے ساتھ ملاقات کرنے کے لئے سامان میسر آ گئے اور اس بات کا علم ہو گیا کہ فلاں فلاں حصہ زمین پر نوع انسان رہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ ان سب کو پھر دوبارہ ایک قوم کی طرح بنا دیا جائے اور بعد تفرقہ کے پھر ان کو جمع کیا جاوے تب خدا نے تمام ملکوں کیلئے ایک کتاب بھیجی اور اس کتاب میں حکم فرمایا کہ جس جس زمانہ میں یہ کتاب مختلف ممالک میں پہنچے ان کا فرض ہو گا کہ ان کو قبول کر لیں اور اس پر ایمان لاویں اور وہ کتاب قرآن شریف ہے جو تمام ملکوں کا باہمی رشتہ قائم کرنے کے لئے آئی ہے۔ قرآن سے پہلی سب کتابیں مختص القوم کہلاتی تھیں یعنی صرف ایک قوم کے لئے ہی آتی تھیں۔ چنانچہ شامی، فارسی، ہندی، چینی مصری، رومی یہ سب قومیں تھیں جن کے لئے جو کتابیں یا رسول آئے وہ صرف اپنی قوم تک محدود تھے دوسری قوم سے ان کو کچھ تعلق اور واسطہ نہ تھا مگر سب کے بعد قرآن شریف آیا۔ جو ایک عالمگیر کتاب ہے اور کسی خاص قوم کے لئے نہیں بلکہ تمام قوموں کے لئے ہے ایسا ہی قرآن شریف ایک ایسی امت کے لئے آیا جو آہستہ آہستہ ایک ہی قوم بننا چاہتی تھی۔ سو اب زمانہ کے لئے ایسے سامان میسر آ گئے ہیں جو مختلف قوموں کو وحدت کا رنگ بخشتے جاتے ہیں۔ باہمی ملاقات جو اصل جڑھ ایک قوم بننے کی ہے ایسی سہل ہو گئی ہے کہ برسوں کی راہ چند دنوں میں طے ہو سکتی ہے اور پیغام رسانی کے لئے وہ سبیلیں پیدا ہو گئی ہیں کہ جو ایک برس میں بھی کسی دور دراز ملک کی خبر نہیں آ سکتی تھی وہ اب ایک ساعت میں آ سکتی ہے۔ زمانہ میں ایک ایسا انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے اور تمدنی دریا کی دھار نے ایک ایسی طرف رخ کر لیا ہے جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اب خدا تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ تمام قوموں کو جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ایک قوم بنا دے اور ہزار ہا برسوں کے بچھڑے ہوؤں کو پھر باہم ملا دے۔ اور یہ خبر قرآن شریف میں موجود ہے اور قرآن شریف نے ہی کھلے طور پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ دنیا کی تمام قوموں کے لئے آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (الاعراف:۵۹) یعنی تمام لوگوں کو کہہ دے کہ میں تم سب کے لئے رسول ہو کر آیا ہوں۔ اور پھر فرماتا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین نذیراً (الانبیاء:۱۰۸) یعنی ہم نے اس لئے بھیجا ہے کہ تمام دنیا کو ڈراوے۔ لیکن ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ قرآن شریف سے پہلے دنیا کی کسی الہامی کتاب نے یہ دعویٰ نہیں کیا بلکہ ہر ایک نے اپنی رسالت کو اپنی قوم تک ہی محدود رکھا یہاں تک کہ جس نبی کو عیسائیوں نے خدا قرار دیا اس کے منہ سے بھی یہی نکلا کہ میں اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ اور زمانہ کے حالات نے بھی گواہی دی کہ قرآن شریف کا یہ دعویٰ تبلیغ عام کا عین موقعہ پر ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت تبلیغ عام کا دروازہ کھل گیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے بعد نزول اس آیت کے کہ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (الاعراف:۵۹) دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کی طرف دعوت اسلام کے خط لکھے تھے کسی اور نبی نے غیر قوموں کے بادشاہوں کی طرف دعوت دین کے ہرگز خط نہیں لکھے کیونکہ وہ دوسری قوموں کی دعوت کے لئے مامور نہ تھے یہ عام دعوت کی تحریک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ہی شروع ہوئی اور مسیح موعود کے زمانہ میں اور اس کے ہاتھ سے کمال تک پہنچی۔

جو کچھ قرآن شریف نے توحید کا تخم بلاد عرب، فارس، مصر، شام، ہند، چین، افغانستان، کشمیر وغیرہ بلاد میں بو دیا ہے اور اکثر بلاد سے بت پرستی اور دیگر اقسام کی مخلوق پرستی کا تخم جڑ سے اکھاڑ دیا ہے یہ ایک ایسی کارروائی ہے

کہ اس کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں پائی جاتی۔ . . . قرآن شریف تو سارا اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ بجز خدا کے کسی کی پرستش جائز نہیں بلکہ کلمہ لا الہ الا اللہ کے ہی یہی معنی ہیں کہ تمہارا معبود بجز خدا کے اور کوئی نہیں اور بھی قرآن شریف فرماتا ہے لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن (حم السجدۃ:۳۸) یعنی نہ تم سورج کی پرستش کرو اور نہ چاند کی بلکہ اس ذات کی پرستش کرو کہ جو ان سب چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ . .

مسجد ایری جو جماعت احمدیہ لاہور کی مسجد اور ٹرینیڈاڈ کی سب سے پُرانی مسجد ہے
تعمیر شدہ ۱۸۶۸ء

اور پھر ہم اپنے مضمون کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ ہماری اس تمام تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ خیال کہ صرف ابتدائے آفرینش میں ہی الہامی کتاب انسانوں کو دی گئی ہے بعد میں کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ یہ خیال جیسا کہ ثابت شدہ واقعات کے برخلاف ہے ایسا ہی عقل کے بھی برخلاف ہے کیونکہ انسان اللہ تعالیٰ کے جسمانی قانون قدرت کو بھی دیکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ نوع انسان ہمیشہ اپنی موجودہ حالت کے موافق ہر ایک زمانہ میں خدا کی تربیت کی محتاج ہے کیونکہ اگر موجودہ حالت میں کوئی ایسی تبدیلی پیدا ہو جائے کہ جو پہلے زمانہ میں نہیں تھی تو کچھ شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کی تربیت اس تبدیلی کے موافق ہونی چاہئے۔ مثلاً تم غور کر لو کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس وقت سے اس زمانہ تک کہ وہ جوان ہوتا ہے کس قدر تبدیلیاں اس کی خوراک اور پوشاک میں ظہور میں آتی ہیں اور پھر جب انسانی بدن صحت سے منحرف ہو کر طرح طرح کے امراض میں گرفتار ہو جاتا ہے تو کس قدر نئی اور خاص تدبیریں عمل میں لانا مقتضائے ہمدردی ہوتا ہے یہی حال انسان کی روحانی حالت کا ہے اور جیسا کہ انسان اس روٹی سے جی نہیں سکتا کہ کسی وقت اس نے پہلے زمانہ میں کھائی تھی بلکہ ہمیشہ اس کو بھوک کے وقت ایک تازہ روٹی کی ضرورت ہے ایسا ہی انسان کو ضرورت کے زمانہ میں تازہ وحی اور الہام کی ضرورت ہے۔ تا اس کے ذریعہ سے تکمیل معرفت ہو۔ خدا کا نام ملہم اور منزل الوحی بھی ہے اور خدا کی صفات کی نسبت تعطل اور بیکاری جائز نہیں بلکہ جیسا کہ جسمانی تربیت کے لحاظ سے خدا ہمیشہ رزاق ہے ایسا ہی اس کا روحانی رزق بھی روحانی تربیت کے لئے کبھی منقطع نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ جیسا کہ ہمارے پہلے بزرگوں کی خوراک کے لئے زمین سے اناج پیدا ہوتا تھا۔ آسمان سے بارش ہوتی تھی۔ اب ہمارے زمانہ میں اس قانون قدرت میں فرق نہیں آیا بلکہ ہمارے لئے بھی زمین اناج پیدا کرنے کے لئے موجود ہے بشرطیکہ ہم خود سعی اور کوشش میں کاہل نہ ہو جائیں اور پانی بھی اپنے وقتوں پر ضرور برستا ہے اور یہ الگ امر ہے کہ ہم خود اس پانی سے فائدہ نہ اٹھاویں۔ پھر جبکہ خدا تعالیٰ کا جسمانی قانون قدرت ہمارے لئے اب بھی وہی موجود ہے جو پہلے تھا۔ تو پھر روحانی قانون قدرت اس زمانہ میں کیوں بدل گیا؟ نہیں ہرگز نہیں بدلا۔ پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ وحی الٰہی پر آئندہ کے لئے مہر لگ گئی ہے وہ سخت غلطی پر ہیں ہاں خدا کے احکام جو امر اور نہی کے متعلق ہیں وہ عبث طور پر نازل نہیں ہوتے بلکہ ضرورت کے وقت خدا کی نئی شریعت نازل ہوتی ہے یعنی ایسے زمانہ میں نئی شریعت نازل ہوتی ہے جبکہ نوع انسان پہلے زمانہ کی نسبت بدعقیدگی اور بدعملی میں بہت ترقی کر جائے اور پہلی کتاب میں ان کیلئے کافی ہدایتیں نہ ہوں لیکن یہ امر ثابت شدہ ہے کہ قرآن شریف نے دین کے کامل کرنے کا حق ادا کر دیا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (المائدۃ:۴) یعنی آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور میں اسلام کو تمہارا دین مقرر کر کے خوش ہوا۔ سو قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآن شریف بیان کر چکا اب صرف مکالمات الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے اور وہ بھی خودبخود نہیں بلکہ سچے اور پاک مکالمات جو صریح اور کھلے طور پر نصرت الٰہی کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں اور بہت سے امور غیبیہ پر مشتمل ہوتے ہیں وہ بعد تزکیہ نفس محض پیروی قرآن شریف اور اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتے ہیں۔

اس جگہ اس نکتہ کا ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ابتدائے آفرینش سے لیکر اخیر تک نوع انسان کے زمانہ کو چار مختلف حالتوں اور مختلف زمانوں پر تقسیم کیا ہے:

(۱) پہلے اس حالت اور اس زمانہ کا ذکر فرمایا ہے کہ جب صرف ایک انسان معہ اپنے قلیل مقدار کنبہ کے دنیا میں موجود تھا اور ایک وحدت قومی ان کو حاصل تھی اور ایک مذہب تھا۔

جماعت احمدیہ لاہور ٹرینیڈاڈ کی مسجد کنجال

(۲) دوسری اس حالت اور اس زمانہ کا ذکر فرمایا ہے کہ جب وہ وحدت دور ہو کر تفریق پیدا ہو گئی اور انسان کی نسل مختلف قوموں اور مختلف مذہبوں کے رنگ میں ہو کر تمام دنیا میں پھیل گئی اور وہ دنیا کے ایسے دور دور کونوں میں جا بسی کہ ایک دوسری کے حالات سے بے خبر ہو گئی اور ایک قوم سے ہزاروں قومیں بن گئیں اور ایک مذہب سے ہزاروں مذہب نکل آئے۔

(۳) تیسری اس حالت اور اس زمانہ کا ذکر فرمایا ہے کہ جب پھر کچھ کچھ شناسائی ایک قوم کی دوسری قوم سے ہوئی اور بہت سی مشقت سفر اٹھا کر ملاقات کی راہ کھل گئی اور مختلف قوموں کے پھر باہمی تعلقات پیدا ہونے لگے اور ایک قوم دوسری قوم کے مذہب کو اختیار کرنے لگی مگر بہت کم۔

(۴) چوتھے بطور پیشگوئی یہ بیان فرمایا ہے کہ ایک ایسا زمانہ بھی آتا ہے کہ جب سفر کرنے کے سامان سہل طور پر میسر آ جائیں گے اور اونٹنیوں کی سواری کی حاجت نہیں رہے گی اور سفر میں بہت آرام اور سہولیت میسر آ جائیگی اور ایک ایسی نئی سواری پیدا ہو جائے گی کہ ایک حصہ دنیا کو دوسرے حصہ سے ملا دے گی اور ایک ملک کے لوگوں کو دوسرے ملک کے لوگوں سے اکٹھے کر دے گی جیسا کہ یہ دو آیتیں اسی پیشگوئی پر مشتمل ہیں اور وہ یہ ہیں واذا العشار عطلت (التکویر:۵) واذا النفوس زوجت (التکویر:۸) یعنی وہ زمانہ آتا ہے کہ اونٹنیاں بیکار کر دی جائیں گی۔ جاننا چاہئے کہ عرب کی تجارت اور سفر کا مدار تمام اونٹنیوں پر ہے اس لئے اونٹوں کا ہی ذکر کیا۔ یہ تو ہر ایک شخص جانتا ہے کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک حاجیوں کے پہنچانے کیلئے تیرہ سو برس سے صرف اونٹنیوں کی سواری چلی آتی ہے پس اس جگہ خدا تعالیٰ یہ خبر دیتا ہے کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ وہ سواری موقوف کر دی جائے گی اور بجائے اس کے ایک نئی سواری ہو گی جو آرام اور جلدی کی ہو گی۔ اور یہ بات اس سے نکلتی ہے کہ جو بدل اختیار کیا جاتا ہے وہ مبدل منہ سے بہتر ہوتا ہے۔

دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ جبکہ بچھڑے ہوئے لوگ باہم ملا دئے جائیں گے اور اس قدر باہمی ملاقاتوں کے لئے سہولتیں میسر آ جائیں گی اور اس کثرت سے ان کی ملاقاتیں ہوں گی کہ گویا مختلف ملکوں کے لوگ ایک ہی ملک کے باشندے ہیں۔ سو یہ پیشگوئی ہمارے اس زمانہ میں پوری ہو گئی جس سے ایک عالمگیر انقلاب ظہور میں آیا گویا دنیا بدل گئی کیونکہ دخانی جہازوں اور ریلوں کے ذریعہ سے وہ روکیں جو پہاڑوں کی مانند حائل تھیں سب اٹھ گئیں اور ایک دنیا مشرق سے مغرب کو اور مغرب سے مشرقی بلاد کو آتی ہے اور اس پیشگوئی کے ساتھ قرآن شریف میں ایک اور بھی پیشگوئی ہے جو جسمانی اجتماع کے بعد روحانی اجتماع پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض ونفخ فی الصور فجمعنا ھم جمعاً یعنی ان آخری دنوں میں جو یاجوج ماجوج کا زمانہ ہو گا دنیا کے لوگ مذہبی جھگڑوں اور لڑائیوں میں مشغول ہو جائیں گے اور ایک قوم دوسری قوم پر مذہبی رنگ میں ایسے حملے کرے گی جیسے ایک موج دریا دوسری موج پر پڑتی ہے اور دوسری لڑائیاں بھی ہوں گی اور اس طرح پر دنیا میں بڑا تفرقہ پھیل جائے گا اور بڑی پھوٹ اور بغض اور کینہ لوگوں میں پیدا ہو جائے گا۔ اور جب یہ باتیں کمال کو پہنچ جائیں گی تب خدا آسمان سے اپنی قرنا میں آواز پھونک دے گا یعنی مسیح موعود کے ذریعہ سے جو اس کی قرنا ہے ایک ایسی آواز دنیا کو پہنچائے گا جو اس آواز کے سننے سے سعادت مند لوگ ایک ہی مذہب پر اکٹھے ہو جائیں گے اور تفرقہ دور ہو جائے گا اور مختلف قومیں دنیا کی ایک ہی قوم بن جائیں گی۔ اور پھر دوسری آیت میں فرمایا وعرضنا جھنم یومئذ للکافرین عرضاً (الکہف:۱۰۱) اور اس دن جو لوگ مسیحی موعود کی دعوت کو قبول نہیں کریں گے ان کے سامنے ہم جہنم کو پیش کریں گے یعنی طرح طرح کے عذاب نازل کریں گے جو جہنم کا نمونہ ہوں گے اور پھر فرمایا الذین کانت اعینھم فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعاً (الکہف:۱۰۲) یعنی وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ مسیح موعود کی دعوت اور تبلیغ سے ان کی آنکھیں پردہ میں رہیں گی اور وہ اس کی باتوں کو سن بھی نہیں سکیں گے اور سخت بیزار ہوں گے اس لئے عذاب نازل ہو گا۔ اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے کیونکہ خدا کے نبی اس کی صور ہوتے ہیں یعنی قرنا۔ جن کے دلوں میں وہ اپنی آواز پھونکتا ہے یہی محاورہ پہلی کتابوں میں بھی آیا

ہے کہ خدا کے نبیوں کو خدا کی قرنا قرار دیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح قرنا بجانے والا قرنا میں اپنی آواز پھونکتا ہے اسی طرح خدا ان کے دلوں میں آواز پھونکتا ہے اور یاجوج ماجوج کے قرینہ سے قطعی طور سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ قرنا مسیح موعود ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ یاجوج ماجوج کے زمانہ میں ظاہر ہونے والا مسیح موعود ہی ہو گا۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جبکہ ایک طرف بائبل ہے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ یورپ کے عیسائی فرقے ہی یاجوج ماجوج ہیں اور دوسری طرف قرآن شریف نے یاجوج ماجوج کی وہ علامتیں مقرر کی ہیں جو صرف یورپ کی سلطنتوں پر ہی صادق آتی ہیں جیسا کہ یہ لکھا ہے کہ وہ ہر ایک بلندی پر سے دوڑیں گے یعنی سب طاقتوں پر غالب ہو جائیں گے اور ہر ایک پہلو سے دنیا کا عروج ان کو ملجائے گا۔ اور حدیثوں میں بھی یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ کسی سلطنت کو ان کے ساتھ تاب مقابلہ نہیں ہو گی۔ پس یہ تو قطعی فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہی قومیں یاجوج ماجوج ہیں۔ اور اس سے انکار کرنا سراسر تحکم اور خدا تعالیٰ کے فرمودہ کی مخالفت ہے۔ اس میں کس کو کلام ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قول کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے موافق یہی قومیں ہیں جو اپنی دنیوی طاقت میں تمام قوموں پر فوقیت لے گئی ہیں۔ جنگ اور لڑائی کے داؤ پیچ اور ملکی تدابیر کے امور میں دنیا میں ان کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ اور انہیں کی کلوں اور ایجادوں نے کیا لڑائیوں میں اور کیا کسی قسم کے دنیا کے آرام کے سامانوں میں ایک نیا نقشہ دنیا کا ظاہر کر دیا ہے اور انسان کی تمدنی حالت کو ایک حیرت انگیز انقلاب میں ڈال دیا ہے اور تدبیر امور سیاست اور درستی سامان رزم بزم میں وہ ید طولیٰ دکھلایا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی زمانہ میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ پس خدا کے بزرگ نبی کی پیشگوئی سے صدہا سال بعد جو واقعہ اس پیشگوئی کی مقرر کردہ علامتوں کے موافق ظہور میں آیا ہے وہ یہی واقعہ یورپین طاقتوں کا ہے۔ سو جس طور سے خدا نے یاجوج ماجوج کے معنی ظاہر کر دیئے اور جس قوم کو موجودہ واقعہ نے ان علامات کا مصداق ٹھہرا دیا اس کو قبول نہ کرنا ایک کھلے کھلے حق سے انکار کرنا ہے۔ یوں تو انسان جب انکار پر اصرار کرے تو اس کا منہ کون بند کر سکتا ہے لیکن ایک منصف

حضرت امیر ٹرینیڈاڈ ٹی وی کے لئے انٹرویو ریکارڈ کروا رہے ہیں۔

مزاج آدمی جو طالب حق ہے وہ ان تمام امور پر اطلاع پا کر پورے اطمینان صدر اور ثلج صدر سے گواہی دے گا کہ بلاشبہ یہی قومیں یاجوج ماجوج ہیں۔

اور جب یہ ثابت ہوا کہ یہی قومیں یاجوج ماجوج ہیں تو خود یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مسیح موعود یاجوج ماجوج کے وقت میں ظاہر ہو گا جیسا کہ قرآن شریف نے بھی یاجوج ماجوج کے غلبہ اور طاقت کے ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے ونفخ فی الصور فجمعنا ہم جمعاً (الکہف:۱۰۰) یعنی یاجوج ماجوج کے زمانہ میں بڑا تفرقہ اور پھوٹ لوگوں میں پڑ جائے گی اور ایک مذہب دوسرے مذہب پر اور ایک قوم دوسری قوم پر حملہ کرے گی۔ تب ان دنوں میں خدا تعالیٰ اس پھوٹ کے دور کرنے کے لئے آسمان سے بغیر انسانی ہاتھوں کے اور محض آسمانی نشانوں سے اپنے کسی مرسل کے ذریعہ جو صور یعنی قرنا کا حکم رکھتا ہو گا اپنی پر ہیبت آواز لوگوں تک پہنچائے گا جس میں ایک بڑی کشش ہو گی اور اس طرح پر خدا تعالیٰ تمام متفرق لوگوں کو ایک مذہب پر جمع کر دے گا۔

اور احادیث صحیحہ صاف اور صریح لفظوں میں بتلا رہی ہیں کہ یاجوج ماجوج کا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ جب قوم یاجوج ماجوج اپنی قوت اور طاقت کے ساتھ تمام قوموں پر غالب آجائے گی اور ان کے ساتھ کسی کو تاب مقابلہ نہیں رہے گی۔ تب مسیح موعود کو حکم ہو گا کہ اپنی جماعت کو کوہ طور کی پناہ میں لے آوے یعنی آسمانی نشانوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کرے۔ اور خدا کی زبردست اور ہیبت ناک عجائبات سے مدد لے ان نشانوں کی مانند جو بنی اسرائیل کی سرکش قوم کے ڈرانے کے لئے کوہ طور میں دکھلائے گئے تھے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ورفعنا فوقکم الطور (البقرۃ) یعنی کوہ طور میں نشان کے طریق پر بڑے بڑے زلزلے آئے اور خدا نے طور کے پہاڑ کو یہود کے سروں پر اس طرح پر لرزاں کر کے دکھلایا کہ گویا اب وہ ان کے سروں پر پڑتا ہے تب وہ اس ہیبت ناک نشان کو دیکھ کر بہت ڈر گئے۔ اسی طرح مسیح موعود کے زمانہ میں بھی ہو گا۔

اور جو ہم نے چار مختلف زمانے بیان کئے ہیں ان سے بھی یاجوج ماجوج کے زمانہ میں جو آخری زمانہ ہے مسیح موعود کا آنا ثابت ہوتا ہے کیونکہ جبکہ پہلے زمانہ میں کہ دنیا میں تھوڑے سے آدمی تھے اور صرف ایک ہی قوم تھی

بلکہ قوم سے بھی کمتر تھی اور شرک اور کفر اور انواع واقسام کے گناہوں کا نام ونشان نہ تھا اور انسانی طبیعتیں سادہ اور پاک اور نفسانی جذبات سے محفوظ تھیں۔ تو اس ابتدائی زمانہ میں خدا نے رسول بھیجا تا ظاہر کرے کہ جیسا کہ ایک انسان سے ایک قوم پیدا ہوئی ایسا ہی خدا بھی ان کا ایک ہے اور وہی انکا مالک اور وہی ان کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ان کا معبود ہے اسی نے پیدا کیا تا ان کو اپنی معرفت بخشے اور ان کی عبادت کے ذریعہ سے ان پر انعام واکرام کرے اور اپنی مرضی کی راہ سکھا کر ان کو ہمیشہ کا آرام دے۔ اور ایسا ہی جب ایک قوم سے کئی قومیں بن گئیں اور ایک دوسرے سے الگ ہو کر مختلف ملکوں میں پھیل گئے اور گناہ اور شرک کا گندہ مادہ بھی ان میں پیدا ہو گیا۔ گو ابھی کمال تک نہ پہنچا۔ تب اس وقت بھی خدا تعالیٰ نے ہر ایک قوم کی اصلاح کے لئے ہر ایک ملک میں رسول بھیجے تا نبوت کی روشنی کو دنیا کے ہر ایک کونہ میں چمکا کر مختلف شہادتوں سے اپنی ہستی اور اپنے وجود اور اپنی وحی کا ثبوت دے اور تا مختلف کتابوں کی گواہیوں سے اس بات کا ثبوت دے کہ فلاں فلاں امر اس کے نزدیک گناہ اور قابل نفرت اور مکروہ ہے اور فلاں فلاں امر اس کی رضامندی کا موجب ہے اور تا اس طرح پر انسان یقین کے درجہ تک پہنچ کر اپنی علمی اور عملی حالت میں قوت پیدا کرے کیونکہ وہ خدا جس کو کسی نے بھی نہیں دیکھا اس پر یقین لانے کے لئے بہت گواہوں اور زبردست شہادتوں کی حاجت ہے جیسا کہ دو آیتیں قرآن شریف کی اس واقعہ پر گواہ ہیں اور وہ یہ ہیں: وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر (فاطر:۲۵) فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید (النساء:۴۲) یعنی کوئی قوم نہیں جس میں ڈرانے والا نبی نہیں بھیجا گیا یہ اس لئے کہ تا ہر ایک قوم میں ایک گواہ ہو کہ خدا موجود ہے اور وہ اپنے نبی دنیا میں بھیجا کرتا ہے۔ اور پھر جب ان قوموں میں ایک مدت دراز گذرنے کے بعد باہمی تعلقات پیدا ہونے شروع ہو گئے اور ایک ملک کا دوسرے ملک سے تعارف اور شناسائی اور آمد ورفت کا کسی قدر دروازہ بھی کھل گیا اور دنیا میں مخلوق پرستی اور ہر ایک قسم کا گناہ بھی انتہا کو پہنچ گیا۔ تب خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تا بذریعہ اس تعلیم قرآنی کے جو تمام عالم کی طبائع کے لئے مشترک ہے دنیا کی تمام متفرق قوموں کو ایک قوم کی طرح بناوے اور جیسا کہ وہ واحد اور لاشریک ہے۔ ان میں بھی ایک وحدت پیدا کرے اور تا

ٹرینڈاڈ کی ایک جماعت کا جلسہ

وہ سب مل کر ایک وجود کی طرح اپنے خدا کو یاد کریں اور اس کی وحدانیت کی گواہی دیں اور تا پہلی وحدت قومی جو ابتدائے آفرینش میں ہوئی اور آخری وحدت اقوامی جس کی بنیاد آخری زمانہ میں ڈالی گئی یعنی جس کا خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے وقت میں ارادہ فرمایا۔ یہ دونوں قسم کی وحدتیں خدائے واحد لاشریک کے وجود اور اس کی وحدانیت پر دوہری شہادت ہو کیونکہ وہ واحد ہے اس لئے اپنے تمام نظام جسمانی اور روحانی میں وحدت کو دوست رکھتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا۔ وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈالدی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے ہو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (الصف:۱۰) یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔

(چشمہ معرفت)

گیسپ ریلو مسجد جماعت احمدیہ لاہور

اجتماعی رُوحانیت بڑی مفید چیز ہے

ہمارا سالانہ دعائیہ ایک امر جامع ہے

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد مرحوم و مغفورؒ

جماعت میں برکت ہوا کرتی ہے۔ جماعت میں سے ایک کی کمزوری دوسرے کی قوت کے ساتھ مل کر کمزوری نہیں رہتی بلکہ قوت سے مبدل ہو جاتی ہے۔ کسی جماعت پر اگر چور یا ڈاکو حملہ کریں تو طاقتوروں کی معیت کمزور کی بھی حفاظت کا موجب ہو جاتی ہے۔ جب تک کوئی نہایت درجہ قوی روحانیت کا انسان نہ ہو اس کی تنہائی اس کی روحانیت کے لئے خطرہ سے خالی نہیں۔ اکیلے آدمی پر شیطانی وساوس اور غفلت و سستی کے حملے کارگر ہوتے ہیں۔ رفتہ رفتہ وہ طرح طرح کے وساوس کا شکار ہو کر اور غفلت و سستی کے اثر سے مذہب سے بیگانہ اور روحانیت سے عاری ہو جاتا ہے یا کم سے کم اس میں وہ مذہبی جوش باقی نہیں رہتا جو ایک اسلامی مجاہد میں ہونا چاہیے۔

اسی لئے اسلام نے جماعت پر بڑا زور دیا ہے۔ اگرچہ نماز بندہ کا اپنے رب کے ساتھ ذاتی تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ لیکن پانچ وقت میں بھی نماز کا ایک حصہ باجماعت کر دیا تاکہ رب کے ساتھ تعلق جوڑنے میں بھی جماعت کی اجتماعی روحانیت سے ایک کمزور روحانیت کا انسان فائدہ اٹھا سکے اور اھدنا الصراط المستقیم کی دعا مانگتے وقت برگزیدگانِ الٰہی کی دعاؤں کے ساتھ ایک گہنگار کی دعا بھی شرفِ قبولیت حاصل کر سکے۔ اس کی مثال میں مجھے ایک واقعہ یاد آگیا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بہت فیاض اور سخی تھیں۔ آپ کا یہ دستور تھا کہ جو کچھ وظیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں آپ کو بھیجتے اور بعض دفعہ بڑی بڑی رقمیں بھی بھیجتے مگر آپ سب خدا کی راہ میں دے دیتیں اور خود فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرتیں۔ آپ کے ایک بھتیجے تھے انہوں نے ایک دفعہ شکایت کی کہ آپ سب کچھ خدا کی راہ میں دے دیتی ہیں۔ ہمارے لئے پیچھے ترکہ کیا چھوڑیں گی۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت رنج ہوا اور اپنے بھتیجے کی اس حب دنیا سے اس قدر بیزار ہوئیں کہ اسے کہہ دیا کہ آئندہ میرے گھر میں نہ گھسنا۔

وہ بھتیجے صاحب بعد میں بہت پچھتائے اور معافی وغیرہ طلب کرنی چاہی۔ لیکن چونکہ مکان میں داخلہ ہی بند تھا اس لئے کامیابی نہ ہوئی جب اس نے آنا چاہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منع کر دیا کہ میرے گھر میں نہ گھسو۔ اس نے بعض صحابہؓ سے عرض کی۔ انہوں نے ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر جمع ہو کر درخواست کی کہ ہم سب کو اندر آنے کی اجازت دی جائے۔ ان میں وہ بھتیجا بھی تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت اندر آنے کی دے دی، اندر داخل ہوتے ہی بھتیجے نے معافی مانگی اور صحابہؓ نے سفارش کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو معافی مل گئی۔ گویا جماعت کے ساتھ وہ رد کیا ہوا بھتیجا بھی باریابی پا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور میں جو جماعت کھڑی ہوتی ہے۔ اس میں نیک بھی ہوتے ہیں اور بد بھی۔ ان نیکوں کی دعا کے ساتھ بدوں کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ دعا ایک اجتماع کی مشترکہ اور متفقہ دعا ہوتی ہے۔ اس کو شیخ سعدی صاحب نے اس طرح فرمایا ہے:

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

پس جماعت کے نیکوں کے ساتھ گہنگار بھی جناب الٰہی کے دربار میں شرفِ باریابی پا جاتے ہیں۔ جس طرح خدا کی رحمت کی بارش جب برستی ہے تو باغ میں جہاں پھولوں اور پودوں پر برستی ہے وہاں روڑی پر بھی برس جاتی ہے۔ اسی طرح جناب الٰہی کی مغفرت اور رحمت کی بارش جب ایک جماعت پر ہونے لگتی ہے تو نیکوں اور بدوں پر ہو جاتی ہے۔ پس جماعت کی نماز، جماعت کی دعا، جماعت کے ساتھ مل کر کوئی خدمت دین کرنے میں جو فضلِ ربی کی ہوا اس جماعت پر چلتی ہے۔ تو چھوٹے اور بڑے، نیک اور بد سب پر کرم گستری ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے نہایت زور سے اپنی جماعت کے لئے سالانہ جلسہ کی بنیاد رکھی۔ اور ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء کو ایک اعلان کے ذریعے اس جلسہ کی اہمیت کو اپنے دوستوں کے ذہن نشین کرنا چاہا۔ فرماتے ہیں:

”اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعف یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ

سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جاویں۔ جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت وعدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہو گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائے گی۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔"

حضرت اقدسؑ کی زندگی میں تو اس روحانی جلسہ کی اہمیت جو کچھ تھی وہ حضرت کے اس اعلان سے ظاہر ہے۔ وہ کمی جو حضرت اقدس کی صحبت میں بار بار حاضر نہ ہوسکنے کی وجہ سے جماعت کے بعض افراد میں وہ جانے کا احتمال تھا اس کی اس روحانی جلسہ کے ذریعہ آپ نے تلافی کرنی چاہی تھی لیکن آپ کی وفات کے بعد آپ کی صحبت کا فیض جب جماعت سے بکلی منقطع ہو چکا تو ظاہر ہے کہ اس جلسہ روحانی کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی تاکہ احباب باہم ملنے سے ایک دوسرے کی روحانیت اور صحبت سے فائدہ اٹھائیں۔

مولانا نور الدین مرحوم اپنا ایک واقعہ سنایا کرتے تھے۔ میں کچھ عرصہ ان کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ کئی دن کے بعد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھتے ہی فرمانے لگے کہ کبھی قصائی کی دکان پر گئے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر اسی سوال کو دہرایا اور بار بار دہرایا۔ میں حیران رہ گیا۔ تنہائی میں میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس سوال سے حضور کا مقصد کیا تھا؟ فرمانے لگے کہ قصائی کی دکان پر اگر گئے ہو تو دیکھا ہو گا کہ وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد اپنی چھریوں کو ایک دوسرے سے رگڑ لیتا ہے تاکہ جو زنگ ان پر چڑھ جاتا ہے آپس کی رگڑ سے دُور ہو جائے۔ اسی طرح مومن کے قلب پر ہمہ وقت غفلت اور کسلی اور طرح طرح کے وساوس شیطانی کا رنگ چڑھتا رہتا ہے۔ مومنین کے آپس میں ملتے رہنے سے ان کی روحانیت کی باہمی رگڑ سے وہ زنگ اتر جاتا ہے اس لئے ایک مومن کو دوسرے مومن سے بار بار اور جلد جلد ملتے رہنا چاہیے تاکہ ایک دوسرے کی روحانیت باہمی رگڑ سے مصقا اور مجلا رہے۔

> اللہ تعالیٰ کے حضور میں جو جماعت کھڑی ہوتی ہے۔ اس میں نیک بھی ہوتے ہیں اور بد بھی۔ ان نیکوں کی دعا کے ساتھ بدوں کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ
اور
عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

1. اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان
2. آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ:۔ "اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا"، "جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"، "میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔"
3. قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں، نہ قیامت تک منسوخ ہو گا۔
4. بمطابق فرمان نبوی حضرت ﷺ کے بعد مجدد دینآئیں گے۔ اِس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونو انبیاء
5. ہم تمام صحابہ کرامؓ اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
6. ہر ایک شخص جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے۔ خواہ وہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔
7. حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبی ہونے کا ہرگز نہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں: "اور اِن لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔"

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم مسلمان ہوں یہ کافی ہے۔